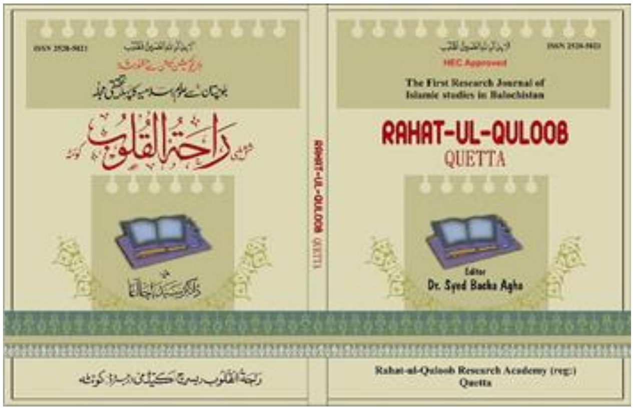

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

معاشرہ کی ترقی میں صنفی کردار کی جہات، عہد نبوی کا خصوصی مطالعہ

Aspects of Gender Role in the Development of Society, Special Study of Prophetic Age

AUTHOR

1. Prof. Dr. Kalsoom Paracha, Professor, Department of Islamic Studies, The Women University, Multan Pakistan. Email: drkalsoom@wum.edu.pk
2. Afshan Noreen, Visiting Lecturer, The Women University, Multan.
3. Suhana Tareen, Visiting Lecturer, The Women University, Multan.

How to Cite: Prof. Dr. Kalsoom Paracha, Afshan Noreen, & Suhana Tareen. (2023). URDU: معاشرہ کی ترقی میں صنفی کردار کی جہات، عہد نبوی کا خصوصی مطالعہ: Aspects of Gender Role in the Development of Society, Special Study of Prophetic Age. *Rahat-Ul-Quloob*, *7*(1), 01-14. https://doi.org/10.51411/rahat.7.1.2023/442

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/442
Vol. 7, No.1 || Jan–Jun 2023 || URDU-Page. 01-14
Published online: 08-02-2023

معاشرہ کی ترقی میں صنفی کردار کی جہات، عہد نبوی کا خصوصی مطالعہ

Aspects of Gender Role in the Development of Society, Special Study of Prophetic Age

[1]کلثوم پراچہ [2]افشاں نورین [3]سہانا ترین

ABSTRACT

Islam has recognized man and woman as the basic elements of mankind with the meaningful evolution of human society. In its view, every human being can achieve the desired role in the society through his intention and action without any gender discrimination. That is why Islam considers men and women as an integral part of society and a balanced partner. In its view, a woman can perform other social activities of the society after playing her family role, as in the time of the Prophet of Islam when the society was in a difficult time and Muslims were fighting for their survival, women did not only do he take care of the wounded person but they also took part in regular battles. In addition, Islam has given women the right to own permanent economic property. In this regard, the question deserves that in the prophetic era, did women perform economic activities and other professional responsibilities? Did women in those days have social skills like writing, speaking and poetry and medical skills like therapy and surgery? And what was the nature of women's livelihood activities in the age of Prophethood that they took on different occasions? Also, what was the situation of right to expression of women in the formation of social and political affairs in the time of the Holy Prophet? In addition to these questions, the article under review also sheds light on other aspects of the gender role of women in the Holy Prophet's time.

Keywords: Gender Role, Prophethood, Social Responsibilities, Professional Activities, Political Opinion.

اسلام کی نظر میں انسانیت کی ایک ممتاز حیثیت ہے اور مرد و عورت میں بحثیت انسان کوئی فرق نہیں کیونکہ ہر انسان کو (مذکرو مؤنث) افراد تناسل کے کے ذریعے وجود میں لاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ[1]

ترجمہ: میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے مرد وعورت کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ تم میں سے بعض دوسروں کے بعض ہیں (یعنی تم سب کی حقیقت ایک ہی ہے۔

اسی بنا پر اسلام عورت کو بھی مرد ہی کی طرح معاشرے کا کامل جزو مانتا ہے۔ اور دونوں کو مساوی طور پر ایک دوسرے کا شریک تصور کرتا ہے۔ مرد ہی کی طرح عورت کو بھی عمل وارادہ میں آزادی ہے۔ لیکن اگر کوئی فرد کسی سماج کا جزو کامل ہو تو اس کا لازمی نتیجہ نہیں ہوتا ہے۔ کہ ہر وہ حق جو سماج کے کسی شخص کو حاصل ہے یا ہر وہ خصوصیت جس کا حامل کوئی فرد ہے تو دوسرا فرد بھی اسی خصوصیت کا حامل ہو۔ نیز

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: إِنَّمَا النِسَاء شَقَائِقُ الرِجَال [2] "عورتیں مردوں کی ہم مثل ہیں"۔ حدیث کی وضاحت میں امام ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں:

ان النساء والرجل شقيقان و نظيران لا يتفا وتان ولا يتباينان فى ذالك وهذا يدل على انه من المعلوم الثابت فى فطرهم ان حكم الشقيقين و النظرين حكم واحد [3]

ترجمہ: بلاشبہ خواتین و حضرات ہم پلہ اور ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ اس میں دونوں کے مابین کوئی تفاوت اور تضاد نہیں ہے اور یہ ان کی فطرت سے ثابت شدہ معلوم حقیقت کی دلیل ہے کہ دو ہم مثل اور مماثل چیزوں کا حکم ایک ہی ہوتا ہے۔

لان النساء شقائق الرجل فى التكاليف [4]

ترجمہ: خواتین، شرعی ذمہ داریوں کے مکلف اور پابند ہونے میں مردوں کی ہم مثل ہیں۔

خواتین معاشرے کا ایک نہایت ہی اہم حصہ ہیں۔ جن کے بغیر معاشرہ کا تصور ہی ممکن نہیں۔ اسلام نے عمومی حیثیت سے عورت کو انسانیت کا وہی درجہ دیا۔ جو مرد کو حاصل ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء [5]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک اصل سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

اس آیت کریمہ میں مرد اور عورت کو ایک ہی اصل قرار دے کر دونوں کو انسانیت میں مساوی درجہ دیا ہے۔ روحانی اور اخلاقی مید ان میں مرد اور عورت میں کامل مساوات ہے۔ جس طرح مرد جدوجہد سے اور اطاعت گزاری سے اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی اعلیٰ مدارج تک پہنچ سکتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ:

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتَ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلاَ يُظْلَمُونَ نَقِيرًا [6]

ترجمہ: جو نیک کام کریگا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسلام نے بنیادی طور پر عورت کا جو معاشرتی کردار متعین کیا ہے۔ وہ معاشرے کی ابتدائی اکائی "خاندان" سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ خاندان کے استحکام سے معاشرہ بنتا ہے اور اس کے بگڑنے سے معاشرہ تباہی کے راہ پر چل نکلتا ہے۔ علمائے معاشرت کا کہنا ہے کہ اچھے معاشرے کا دارومدار مستحکم خاندان پر ہے۔ تاریخ انسانی سے پتہ چلتا ہے کہ تمدنوں اور تہذیبوں کے زوال کا باعث خاندان کا انتشار ہے۔ خاندان جو معاشرے کی ابتدائی اکائی ہے اس کا وجود و بقاء عورت کے بنیادی اور عائلی کردار کے ہی رہین منت ہے۔ اس حوالے سے عورت کا عائلی کردار معاشرے کے توازن کو قائم رکھنے کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا یہ کردار معاشرتی بھی کہلائے گا۔ عہد نبوی میں خواتین کو دیگر معاشرتی امور میں بھی صنفی مساوات حاصل تھی۔ ان میں سے اہم امور کو یہاں زیر بحث لایا جا رہا ہے۔

حصول علم کی ذمہ داری

اسلام کی نظر میں علم حاصل کرنے میں مرد عورت برابر ذمہ دار ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طَلَبُ العِلمِ فَرِيضَة عَلى كُلِّ مُسلِم [7]۔ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔

چنانچہ عہد نبوی میں مسلمان مردوں کے دوش بدوش مسلمان عورتیں بھی علوم وفنون کی تحصیل میں نظر آتی تھیں۔ اور باہمی تفوق اور امتیازی شان پیدا کرنے کی کوشش اور جدوجہد کیا کرتی تھیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور ہی سے عورتوں کے اندر قرآن شریف حفظ کرنے کا ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، ام سلمہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہن پورے قرآن شریف کی حافظ تھیں۔ [8] اس کے علاوہ حضرت ھند بنت اسیر، حضرت ام ہشام، حضرت راطہ بنت حیان اور حضرت ام سعد بنت سعد رضی اللہ عنہن قرآن کے اکثر حصوں کی حافظہ تھیں اور قرآنی علوم وفنون میں اچھی خاصی مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کو تو اس قدر مہارت تھی کہ آپ قرآن کا درس بھی دیا کرتی تھیں جن سے عورتیں اور مرد برابر مستفید ہوا کرتے تھے [9]۔ اسی طرح احادیث کی روایت میں ازواج مطہرات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا نمایاں حصہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایتیں منقول ہیں ان کی مجموعی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ ہے [10]۔ ان کے علاوہ حضرت ام عطیہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت ام ہانی اور حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن وغیرہ کا خاص طور سے نام لیا جاتا ہے جو اپنی بے پناہ قابلیت اور بے حد لیاقت میں شہرہ آفاق تھیں [11]۔ حتی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک صحابیہ کی روایت حدیث کی بنیاد پر ایک مسئلہ کا فیصلہ بھی فرمایا۔ زینب بن کعب بن عجرہ کہتی ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری کی بہن فریعہ بنت مالک نے ان سے بیان کیا کہ میرے شوہر کے انتقال کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی اور عرض کیا کہ مجھے اپنے خاندان والوں میں عدت گزارنے کی اجازت دی جائے اس لئے کہ شوہر کا کوئی مکان نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود حکم دیا کہ جہاں تمہیں اپنے شوہر کی وفات کی خبر ملی ہے وہیں عدت گزار دو۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں یہی مسئلہ ان کے سامنے آیا تو لوگوں نے ان سے میرے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے مجھے بلوایا۔ میں پہنچی تو وہ کچھ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے واقعہ معلوم کیا۔ جب میں نے بتایا تو انہوں نے جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اسے کہلوایا کہ وہ اسی جگہ عدت پوری کرے جہاں اسے اپنے شوہر کے انتقال کی خبر ملی ہے۔ [12]

علم فقہ جیسے باریک علم میں بھی مسلمان عورتوں نے بہت ناموری حاصل کی۔ چنانچہ حضرت عائشہ ہی کے فتاوی کا ذخیرہ اس قدر تھا کہ اگر اس کو یکجا کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں اس علم میں تو آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ بعض خلفاء راشدین کو بھی بعض مبہم مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا اور زانوئے شاگردی طے کرنا پڑا تھا۔ آپ کے علاوہ جن بزرگ ہستیوں نے اس فن میں بہت زیادہ شہرت اور کمال حاصل کیا۔ ان میں حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت ام شریک، حضرت ام عطیہ، حضرت اسماء لیلی بنت قائف، حضرت خولہ بنت تویت، حضرت ام الدرداء، حضرت عاتکہ، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت فاطمہ بنت قیس، حضرت زینب بنت سلمہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہن وغیرہ شامل ہیں۔ یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کے علمی کمالات اور فقہی اجتہادات سے اسلامی علوم کا دفتر مالا مال ہے [13]۔ علم الرویا والاسرار جیسے دقیق علم میں بھی مسلمان عورتوں کو پوری پوری واقفیت

تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، علم الاسرار (دین کی حکمتوں کا علم) میں خاص شہرت اور امتیازی شان رکھتی تھیں۔اور علم رویا میں حضرت اسماء بنت قیس کو ملکہ تامہ حاصل تھا۔ان علوم اور مہتم بالشان فنون میں کئی اور عورتیں بھی شہرہ آفاق تھیں۔[14]

میدان جنگ میں خدمات کی انجام دہی

جنگ کی حالت میں اسلام خواتین کو گو اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمات میں حصہ لیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی اس کے پیش نظر ہے کہ جو ماں بننے کے لئے بنائی گئی ہے وہ سر کاٹنے اور خون بہانے کے لئے نہیں بنائی گئی۔ تاہم وہ عورتوں کو اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے لئے تو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ جنگ میں ان سے خدمت لینے کی اجازت ہے کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، پیاسوں کو پانی پلائیں، سپاہیوں کے لئے کھانا پکائیں، اور مجاہدین کے پیچھے کیمپ کی حفاظت کریں بشرطیکہ ان کی خدمات کی بجاآوری کے لئے مرد دستیاب نہ ہوں اور خواتین صنفی احکام اسلام ملحوظ رکھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ خواتین بھی جنگوں میں شریک ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ لیلی غفاریہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ:

كانت تخرج مع النبي صلى الله عليه وسلم في مغازيه تداوي الجرحى و تقوم على المرضى۔[15]

ترجمہ: نبی ﷺ کے ساتھ آپ کے غزوات میں وہ نکلتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتیں۔

غزوہ احد کے مجروح مجاہدین کی مرہم پٹی اور خدمت کے لئے بہت سی صحابیات جنگ کے بعد مدینہ سے گئی تھیں۔ چنانچہ طبرانی کی روایت ہے: لما كان يوم احد وانصرف المشركون خرج النساء الى الصحابة يمينونهم فكانت فاطمة في من خرج[16]

ترجمہ: جس دن احد کی جنگ ہوئی (اور جنگ کے بعد) مشرکین واپس ہوگئے تو خواتین صحابہ کی معاونت کے لئے روانہ ہوئیں حضرت فاطمہ بھی انہیں میں تھیں۔

اسی غزوہ احد میں جب آنحضور ﷺ زخمی ہوگئے تھے۔ خون کسی طرح بند نہیں ہوتا تھا۔ تو حضرت فاطمہ نے چٹائی جلا کر راکھ آپ کے زخم میں بھری تھی۔ جس سے خون فورا بند ہوگیا تھا۔[17]

اسلام نے ریاست کے دفاع اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی ہے لیکن اس کے باوجود خدا کے دین کو سربلند رکھنے کی ضرورت ان کو دشمن کے خلاف محاذ جنگ پر لے آئی اور مردوں کے ساتھ وہ بھی کفر کا علم سرنگوں کرنے میں حصہ لیتیں۔ چنانچہ ایسے مواقع پر جہاں مردوں سے محاذ جنگ نہ سنبھالا گیا عورتوں نے بڑھ کر علم اسلام کو تھاما اور ان کی جرات و دلیری سے جنگ کا نقشہ ہی تبدیل ہوگیا۔

یہاں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بطور نمونہ کیا جاتا ہے کہ جنگ احد میں حضرت ام عمارہ نے جس بہادری اور دلیری سے آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی بہت نامور ہستیاں شہید ہوچکی تھیں اور اسلامی لشکر کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اسلامی سپاہیوں کو شکست ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اس وقت حضور ﷺ میدان میں تھے اور آپ کے اردگرد چند مسلمان باقی رہ گئے تھے ان کی تعداد دس سے زیادہ نہیں تھی انہی جانثاروں میں ام عمارہ بھی تھیں جو انتہائی بہادری سے حضور ﷺ کی حفاظت میں مصروف تھیں، جب کفار بڑھتے اور حضور ﷺ پر حملہ آور ہوتے تو ام عمارہ اپنی ڈھال سے دشمنوں کے تیر روکتیں

کوئی سوار حملہ کرتا تو جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے گھوڑے کو زخمی کر دیتیں اور جب دیکھتیں کہ حضور ﷺ پر کوئی کافر وار کرنے والا ہے تو تلوار اور نیزے سے اس کا مقابلہ کرتیں۔ آپ کو اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ پرواہ تھی تو صرف اس بات کی کہ کہیں حضور ﷺ زخمی نہ ہو جائیں۔ جس وقت ابن قیمہ نے حضور ﷺ پر تلوار سے وار کیا جس سے خود کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں دھنس گئے تو ام عمارہ بھی چیتے کی سی تیزی سے آگے بڑھیں اور ابن قمئہ پر تلوار کے وار کرنے لگیں وہ زرہ پہنے ہوئے تھے۔[18] اس لئے ام عمارہ کی تلوار کا اس پر کچھ اثر نہ ہو سکا۔ اس موقع پر اس نے ام عمارہ پر وار کیا جس سے آپ کے کندھے پر گہرا زخم آیا اور سارا جسم خون میں ڈوب گیا لیکن اس حالت میں بھی آپ پیچھے نہ ہٹیں یہاں تک کہ ابن قمئہ جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ حضرت ام عمارہ زخمی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھوں کے سامنے ان کی مرہم پٹی کروائی اور بڑے بڑے صحابہ کا نام لیکر فرمایا۔ واللہ آج ام عمارہ کا کارنامہ فلاں فلاں کے کارناموں سے بہت اہم ہے۔

غزوہ احد میں ان کے صاحبزادے کو ایک شخص نے گھائل کر دیا جب اس کا ادھر سے گزر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا ام عمارہ! یہ ہے تمہارے بیٹے کو زخمی کرنے والا اور یہ اس پر ٹوٹ پڑیں اس پر اتنی زور سے تلوار چلائی کہ وہ وہیں گر پڑا حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ام عمارہ نے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ خود کہتی ہیں اس کے بعد ہم اس پر مسلسل تیر برسانے لگے یہاں تک کہ اس کو ختم کر کے چھوڑا۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھ کو اس پر غلبہ عطا کیا، تیری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی اور تیرے لڑکے کا بدلہ تجھ کو دکھایا۔[19]

خواتین کی مالکانہ حیثیت

اسلام نے مادی لحاظ سے بھی عورت کو مرد کے مساوی درجہ دیا ہے۔ جس طرح مرد روپیہ کما سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ[20]

ترجمہ: مردوں کے لئے س میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عوتوں کے لئے اان کے اعمال کا حصہ جو وہ کمائیں۔

حتیٰ کہ عورت کو اپنی ملکیت کے تصرف پر بھی مکمل اختیار حاصل ہے۔ ارشاد الہی ہے۔

فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا[21]

ترجمہ: پھر اگر وہ خوشی سے اس میں سے کچھ تمہارے لیئے خود دے دے تو اسے مزے اور خوش ہو کر کھاؤ۔

اسی طرح اسلام نے جاہلیت کے تصور کے علی الرغم عورت کو مردوں کی طرح میراث میں شریک قرار دیا ہے، قرآن پاک میں ہے

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔[22]

ترجمہ: مردوں کے لیئے بھی حصہ ہے۔ اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قراب دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے۔ اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں وہ چیز خواہ کثیر ہو یا قلیل حصہ قطعی ہے۔

معاشرتی مہارتوں کا حصول

عہد نبوی میں خواتین کو مختلف معاشرتی مہارتوں کے حصول میں دلچسپی رہی، مثلاً

1۔ کتابت کی مہارت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنی بات کافی نہیں سمجھی کہ عورت دین کے علوم سے واقف ہو جائے۔ بلکہ آپ نے اس کے لئے کتابی تعلیم کو بھی ضروری خیال فرمایا تاکہ اس کے علم کا ذریعے سے صرف کان ہی نہیں بلکہ آنکھ بھی ہو اور اس کے خیالات کے محافظ دماغ کے ساتھ کتاب کے اوراق بھی رہیں۔ شفاء بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا:

الا تعلمن هذه "رقية" النملة كما علمتها الكتابة۔[23]

ترجمہ: جس طرح تم نے ان کو کتابت سکھائی ہے کیا اس طرح ان کو مرض لہ کی دعا نہیں سکھاؤ گی۔

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا قبل ازیں کتابت سکھا چکی تھیں اور حضور ﷺ انہیں اب دعا سکھانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ اس حدیث سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ عورتوں کی تعلیم پر کس قدر توجہ دیتے تھے۔

اسلام نے جہاں عورت کے فکری معیار کو بلند کرنے کے لئے خارج میں ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں ہیں وہاں اس کے ذہن و فکر کی اندرونی صلاحیتوں کو بھی ابھارنے کی سعی کی ہے تاکہ قدرت نے خود اس کے اندر فکر و نظر کی جو مخفی قوتیں رکھی ہیں ان سے وہ فائدہ اٹھانا سیکھے تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین تحریر کے اصول وآداب سے اس حد تک واقف ہو چکی تھیں کہ ان کے لئے خط و کتابت کرنے اور مختلف مسائل و معاملات کو قلمبند کرنے میں کوئی زحمت پیش نہیں آتی تھی۔ ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ ہم چند عورتوں نے اسما بنت مخرمہ سے عطر خرید اجب انہوں نے عطر ہماری شیشیوں میں بھر دیا تو کہا اکبتن لی علیکن حقی۔[24] "تمہارے ذمہ جو واجب الادا رقم ہے وہ مجھے لکھواؤ۔" اسی طرح عائشہ بنت طلحہ حضرت عائشہ کی بھانجی تھیں۔ حضرت عائشہ سے تعلق اور ان کے علم و فضل کی بنا پر مختلف علاقوں سے لوگ ان کو خطوط اور ہدیے روانہ کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان خطوط اور تحفوں کا ذکر کیا تو فرمایا خطوط کا جواب دو اور ھدیہ کے عوض ھدیہ بھی بھیجو[25]۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں خواتین میں بھی لکھنے کا رواج علم ہو چکا تھا اور ان کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہتی تھی جس سے ان کی علمی استعداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

2۔ فن خطابت میں مہارت

خطابت اور شاعری خطہ عرب کا مخصوص جوہر تھا۔ اسلام نے جوہر کو فنا نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی بے مثال تعلیمات اور لاجواب احکام وامر کے ذریعہ سے اس کو اور زیادہ ابھرنے کا موقع دیا چنانچہ کچھ ہی دنوں میں عورتیں بہترین عالمہ مفسرہ اور لاجواب معلمہ اور محدثہ ہونے کے علاوہ بے مثال خطیبہ اور نادر الوجود شاعرہ بھی ہونے لگیں۔ تاریخ میں حضرت اسماء بنت سکن ایک لائق اور بے مثال مقررہ اور خطیبہ کا درجہ رکھتی تھیں اور خطابت میں آپ کا اسم گرامی جلی حرفوں سے لکھا جاتا ہے۔[26]

3۔ فن شعر میں مہارت

اسی طرح فن شاعری میں بھی عورتوں کے کمالات بہت قیمتی ہیں اور بہترین شعراء اور غزل گو حضرات کی صف میں عورتوں کے

ایک بڑے حصے کو ہم بہت ہی بلند مرتبہ پر پاتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ کا یہ مسلمہ فیصلہ ہے کہ خنساء، سعدی، صفیہ، عاتکہ، امامہ، ہندہ، زینب، ھند بنت اثاثہ، ام ایمن، قتیلہ، کبشہ، میمونہ، بلویہ، رقیقہ، اروی وغیرہ جیسی شاعرات اب تک کسی قوم میں پیدا نہیں ہوئیں یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔[27]

4۔ طبابت و جراحی کی مہارت

عہد نبوی میں عورتوں نے طبابت و جراحی میں بہت نام پیدا کیا۔ ان خواتین میں حضرت رُفَیدَہ اس میں خاص طور پر مشہور ہیں۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی کے احاطہ میں ان کا خیمہ نصب کروایا تاکہ اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کا علاج کر سکیں جو غزوہ خندق کے موقع پر تیر لگنے کی وجہ سے زخمی ہوئے تھے۔ وہ ان لوگوں کی خدمت کو اجر و ثواب کی نیت سے کرتی تھیں جو مسلمانوں میں کمزور تھے[28]۔ بقول علامہ ابن ابی اصیبعہ: "حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا معالجات کی عالمہ تھیں اور امراض نسوانی کی فاضلہ تھیں۔"

(5) کسب معیشت اور خواتین

اسلام عورت کو سلب شدہ حقوق عطا کرنے اور حقوق و مال معاملات کی اہلیت میں مساوات کا قائل ہونے کے باوجود عورت اس کے خاندان اور معاشرے کی بہتری اسی میں سمجھتا ہے کہ وہ خاندانی امور کی دیکھ بھال اور انتظام کے لئے فارغ رہے۔ اسی بناء پر اس پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ چنانچہ خرید و فروخت اور دیگر ذرائع آمدنی کے حصول کی اہلیت کے باوجود اس کے شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے اخراجات کا متحمل ہو۔ جب کہ شادی سے قبل اس کا باپ اس کا ذمہ دار ہے۔ تاکہ وہ اپنی ماں کی نگرانی اور خواتین کے تعلیمی ادارے کی طالبہ ہے۔ کہ ماں استاد (پروفیسر) اور باپ منتظم (ڈائریکٹر) ہے۔ اس طرح اسلام نے عورت کی عظمت و شرافت کی حفاظت کی ہے۔ اس کے حقوق و سلب نہیں کئے اور خاندان کی خوش بختی کی حفاظت کی ہے۔ کہ عورت کی یہ ذمہ داریاں قرار نہیں دی۔ کہ وہ گھر سے باہر نکل کر سیاست و تجارت جیسے امور بجالائے۔ جن میں مرد سرگرم عمل ہوتے ہیں۔[29] لیکن اس کے باوجود عہد اول کی خواتین کسب معیشت کے نہ صرف علم سے آگاہ تھیں بلکہ اس کی عملی مہارت بھی رکھتی تھیں۔

اسلامی شریعت کی رو سے عورت کے طے کردہ عقود اور تجارتی معاملات درست اور منعقد ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور اس معاملہ میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ جب رشتہ داروں اور شوہر میں سے کوئی شخص عورت کی دیکھ بھال کرنے والا موجود نہ ہو یا معذور و مفلس ہو اور بیت المال بھی اس کی ذمہ داری قبول کرنے سے قاصر ہو تو وہ اپنی ضروریات کے لئے کام کر سکتی ہے۔ حتی کہ وہ باپ جو شادی تک اس کے اخراجات کا مکلف ہے اگر اس پر رضامند ہو جائے کہ اس کی بیٹی آمدنی کا کوئی جائز ذریعہ مثلاً سینے پرونے کا کوئی کام سرانجام دے۔ تو اس صورت میں وہ عورت اپنے اخراجات کی خود ذمہ دار ہو گی تاہم باپ پر سے اس کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔[30]

علامہ جلال الدین انصر عمری کہتے ہیں کہ: "اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف علم و فکر کے میدان تک محدود نہیں رکھا ہے۔ بلکہ اس کی پرواز عمل کے لئے اس سے وسیع تر فضا مہیا کی ہے۔ جس طرح وہ علم و ادب کی راہ میں پیش قدمی کر سکتی ہے۔ اسی طرح زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت میں ترقی کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اس کو مختلف پیشوں اور صنعتوں کو اپنانا اور بہت سی ملی و اجتماعی خدمات انجام دینے کی بھی

اجازت ہے۔ اجازت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی سعی و عمل کو برداشت کیا گیا ہے۔ بلکہ زندگی و حرکت کے جو داعیات اس کے اندر اٹھتے رہتے ہیں۔ ان کو دبانے اور مٹانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ ان کی تکمیل کی اس کو دعوت دی گئی ہے۔[31]

لہذا ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیئے گھر سے باہر جانے کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

انہ اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن۔[32]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے تمہیں اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر سعی وجدوجہد کی اجازت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ[33]

ترجمہ: مردوں کے لئے س میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عوتوں کے لئے اان کے اعمال کا حصہ جو وہ کمائیں۔

گویا حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے اسلام مالیات کے میدان میں عورت اور مرد کو دوڑ دھوپ کی اجازت عطا فرماتا ہے اور ان کے محنت کے صلہ کو ان کا جائز حق تسلیم کرتا ہے۔ جس پر قانونا کوئی بھی شخص دست درازی نہیں کر سکتا۔ حتی کہ خاوند بھی بیوی کے مال میں تصرف کا مجاز نہیں ہے۔ اور نہ بیوی کے لئے جائز ہے کہ شوہر کی دولت میں اپنی مرضی نافذ کرے۔[34]

کسب معاش کی مہارتیں

1۔ کاشتکاری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دور اول کی خواتین کاشتکاری کیا کرتی تھیں صحیح بخاری میں ہے کہ:

"سہل بن سعد ایک خاتون کا ذکر کرتے ہیں جن کی اپنی کھیتی تھی اور وہ پانی کی نالیوں کے اطراف چقندر کی کاشت کیا کرتی تھیں۔ جمعہ کے دن سہل بن سعد اور بعض دیگر صحابہ ان سے ملاقات کے لئے جاتے تو وہ چقندر اور آٹے سے تیار کردہ حلوہ ان کو کھلاتیں"۔[35]

اس طرح حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد ان کو عدت کے دن گھر میں ہی گزارنے چاہئے تھے لیکن انہوں نے عدت کے دوران ہی میں اپنے کھجور کے چند درخت کاٹنے اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کیا کہ اس مدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے، یہ حضور ﷺ کی خدمت میں استفسار کیلئے گئیں تو آپ نے جواب دیا:

اخرجی فجدی نخلك لعلك ان تصدق منه او تفعلی خیرا۔[36]

ترجمہ: کھیت میں جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو اور فروخت کرو۔ اس رقم سے بہت ممکن ہے۔ تم صدقہ و خیرات یا کوئی بھلائی کا کام کرسکو، اس طرح یہ تمہارے لئے اجر کا سبب ہو گا۔

ان الفاظ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کی خالہ کو انسانیت کی بہی خواہی اور فلاح و بہبود پر اکسایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت عورت کو اس قابل دیکھنا چاہتی ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی خدمت کرسکے اور اس کے ہاتھوں بھلے کام انجام پائیں۔ اس حدیث سے ایک اور بات یہ معلوم ہوئی کہ پاکیزہ مقاصد کے حصول اور امور خیر کی تکمیل کے لئے عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ اور یہ کہ دور اول کی خواتین بوقت ضرورت کھیت وغیرہ آیا جایا کرتی تھیں۔ کیونکہ اگر پہلے سے کوئی عمومی ممانعت ہوتی تو حضرت جابر کی

خالہ کھیت جانے کا قصد نہ کرتیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنا ابتدائی حال بیان کرتی ہیں جو صحیح بخاری میں درج ہے، کہتی ہیں "حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے میرا نکاح ہو چکا تھا۔ لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والے اونٹ اور ایک گھوڑے کے سوا نہ تو کوئی مال تھا اور نہ کوئی دوسری چیز، میں خود ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کا ڈول بھرتی۔ مجھے خود ہی آٹا گوندھنا اور روٹی پکانا پڑتی، میں روٹی اچھی نہیں پکا سکتی تھی۔ پڑوس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں جو اپنی دوستی میں مخلص ثابت ہوئیں۔ وہ میری روٹی پکا دیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے دے رکھی تھی میں اس زمین سے کھجور کی گھٹلیاں لایا کرتی تھی۔ ایک دن میں اپنے سر پر کھجور کی گھٹلیوں کی ٹوکری لے کر آرہی تھی کہ راستے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا تاکہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں۔ لیکن چونکہ آپ کے ساتھ انصار کے بعض افراد بھی تھے اس لئے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی ساتھ میں حضرت زبیر بھی یاد آگئے۔ کہ وہ انتہائی غیور انسان ہیں اس کو پسند نہیں کریں گے۔ چنانچہ میں پس وپیش کرنے لگی، تو حضور ﷺ نے بھانپ لیا اور آگے بڑھ گئے۔[37]

2۔ تجارت کی مہارت مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابیات بھی تجارت کرتی تھیں۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ:

"قیلہ نامی ایک صحابیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ انی امراۃ ابیع واشتری۔ "میں ایک ایسی عورت ہوں جو مختلف چیزوں کو بیچتی اور خریدتی ہوں"۔ یعنی تاجر ہوں اور پھر اس نے آپ سے خرید و فروخت کے متعلق مسائل دریافت کئے۔ اسی طرح حضرت عمر کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔ اسماء بنت مخرمہ کو ان کے لڑکے عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر روانہ کرتے تھے اور وہ اس کا کاروبار کیا کرتی تھی۔[38]

عمرہ بنت طبیخ کہتی ہیں کہ: "ایک مرتبہ اپنی ایک لونڈی کے ساتھ بازار جاکر میں نے مچھلی خریدی اور اس کو جھولے میں رکھا۔ (لیکن چونکہ جھولا چھوٹا تھا) اس لئے مچھلی کا سر اور دم باہر نکلی ہوئی تھی۔ حضرت علی کا ادھر سے گزر ہوا۔ تو دیکھ کر پوچھا کتنے میں خریدی ہے۔ یہ بہت بڑی اور نفیس ہے۔ اس سے گھر کے سب لوگ سیر ہو کر کھا سکتے ہیں"۔[39]

اسی طرح مشہور مالکی امام اشہب نے ایک مرتبہ ایک لونڈی سے سبزی خریدی اس زمانہ میں رواج یہ تھا کہ سبزی کی قیمت نقد رقم کی شکل میں ادا کرنے کی بجائے سبزی فروش کو روٹی دی جاتی تھی۔ اشہب کے پاس اس وقت روٹی نہیں تھی۔ انہوں نے لونڈی سے کہا کہ شام کو جب روٹی نان بائی کے ہاں سے آجائے تو آکر لے جانا اس نے کہا جناب یہ تو ناجائز ہے۔ کیونکہ شریعت نے کھانے پینے کی چیزوں میں دست بدست تبادلہ کا حکم دیا ہے۔[40] ان تمام واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ عورت تجارت کر کے اپنے لئے روزی کما سکتی ہے۔

3۔ صنعت و حرفت قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ[41]

ترجمہ: پھر جب نماز جمعہ پوری ہو چکے تو تم زمین میں چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو۔

یہاں پر اللہ کے فضل سے مراد رزق کی تلاش کرنا ہے یعنی حلال اور جائز طریقے سے روزی کمانا۔ چونکہ صنعت و حرفت بھی روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے لہٰذا عورت صنعت و حرفت کے ذریعے سے اپنی معاشی حیثیت کو بہتر بنا سکتی ہے۔

دور اول کی بعض خواتین بھی صنعت و حرفت سے واقف تھیں اور وہ روزی کمانے کے لئے اور گھر کا خرچ چلانے کے لئے صنعت و حرفت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بیوی صنعت حرفت سے واقف تھی، اس کے ذریعے اپنے اور خاوند اور بچوں کے اخراجات بھی پورے کرتی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ: انی امراۃ ذات صنعۃ ابیع منھا ولیس لی ولالزوجی ولالولدی شیئ۔[42] "میں ایک کاریگر عورت ہوں۔ چیزیں تیار کر کے فروخت کرتی ہوں۔ (اس طرح تو میں کما سکتی ہوں) لیکن میرے شوہر اور بچوں کا (کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے) اسی لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے، اور دریافت کیا کہ وہ ان پر خرچ کر سکتی ہے آپ نے فرمایا: ہاں! تم کو اس کا اجر ملے گا۔"[43]

الغرض اسلام نے عورت کو انسانی معاشرے کا کامل جزو قرار دینے کے ساتھ اس کو قید و بند سے آزاد کیا، عمل و ارادہ میں آزادی دی، عورت کو بھی مرد کی طرح اسلاف کے ترکہ کا وارث قرار دیا۔ اسلام میں عورت کو باپ، بھائی، چچا شوہر بیٹے اور تمام دوسرے رشتہ داروں سے میراث ملتی ہے۔

خواتین کی رائے دہی کا تصور

خواتین کو ہر جائز اور خوشحال زندگی اختیار کرنے میں مکمل آزادی حاصل ہے۔ اس کے عمل کو معاشرہ میں احترام و اہمیت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتی ہے عدالت میں اپنا مسئلہ پیش کر سکتی ہے۔ ظلم و زیادتی کے خلاف دعوی کر سکتی ہے گواہی دے سکتی ہے اور ان تمام مراحل میں جن سے عوعرت کی مجموعی زندگی وابستہ ہوتی ہے۔ عورت کو مرد کے تسلط اور حکومت سے مکمل طور پر آزادی دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيٓ أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[44]

ترجمہ: حدود شرع میں رہ کر اپنے تمام امور کی انجام دہی میں عورت کو آزادی حاصل ہے۔ اس کا تم کو جوابدہ نہیں بنایا گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ بذات خود اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بعض مقامات پر خواتین کے مشوروں اور رائے کو اختیار فرما لیتے تھے۔ بعض اوقات عورتوں نے اتنے بہترین مشورے دیئے جس سے نازک صورت حال کو کنٹرول کر لیا گیا۔

مثلاً حدیبیہ کی مشہور صلح قریش اور مسلمانوں کے درمیان جن شرائط پر ہوئی تھی ابتدائی میں ان میں سے مسلمانوں کی اکثریت نا خوش تھی۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان اس سال عمرے کے بغیر لوٹ جائیں گے۔ اس شرط کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حدیبیہ کے مقام پر احرام کھولنے اور قربانی کا حکم دیا۔ لیکن صحابہ کرام کے جذبات اس وقت اتنے بدلے ہوئے تھے کہ اس حکم کی تعمیل ہوتی نظر نہ آئی۔ آپ ﷺ نے افسوس کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے صحابہ کی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی دانشمندانہ مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کسی سے گفتگو نہ فرمایئے بلکہ جو مراسم ادا کرنے ہیں ان کو آگے بڑھ کر ادا کیجیے پھر دیکھیے لوگ اس پر کس طرح عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام نے فوراً پیروی شروع کر دی[45]۔ اس طرح حضرت ام سلمہ کی درست اور اصابت رائے نے آن کی آن میں یہ نازک صورت حال ختم کر کے رکھ دی۔ اسی طرح حضرت اسماء بنت عمیس کا واقعہ ہے کہ جنازے کی موجودہ شکل کا مسلمانوں میں رواج نہیں تھا۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے اس کو حبشہ میں نصاری کے ہاں دیکھا تھا، انہوں نے اس کا مشورہ دیا

اور وہ قبول کر لیا گیا[46]۔ اسی طرح مسجد نبوی میں منبر نہیں تھا ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا میرا ایک غلام ہے، جو بڑھئی ہے اگر اجازت ہو تو کوئی اونچی چیز بنوا کر دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ دے سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں منبر بنوا دو۔[47] حضور ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کا طریق عمل بھی آپ ﷺ کے اسوہ کی تائید کرتا نظر آتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ عورتوں کے زیادہ مہر نہ باندھو۔ مجلس میں سے ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا کہ اے عمر! اس معاملے میں آپ کو دخل دینے کا حق نہیں، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے "اگر تم نے عورتوں کو زیادہ مال دیا تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے واپس لے لی اور کہا: عورت نے صحیح بات کی اور عمر نے خطا کی۔[48] حضرت عمر فاروق اپنے دور کے جری حکمران تھے ان کو ایک عام عورت نے سرعام ٹوک دیا لیکن عمر فاروق ماتھے پر شکن لائے بغیر نہ صرف اسے تسلیم کرتے ہیں، بلکہ مخالف رائے کو قبول کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اظہار رائے کی آزادی اور اس روشنی میں پالیسیوں کی تشکیل ہی ایک صالح معاشرہ کے قیام کی روح ہے۔ اسلام کے اولین دور میں اس اصول پر پوری طرح عمل کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کے انتخاب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں غور و فکر ہو رہا تھا۔ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ تحقیق کر کے بتائیں کہ لوگ کس کے حق میں رائے رکھتے ہیں۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے بہت سے لوگوں سے مل کر ان کی رائے معلوم کی۔ ابن کثیر کہتے ہیں: حتی خلص الی النساء المخدرات فی حجابھن[49] حضرت عبد الرحمن بن عوف نے باپردہ خواتین سے بھی ان کی رائے معلوم کی" حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا بنو امیہ کے دور میں مجلس مشاورت کی ذمہ دار ممبر تھیں۔

الغرض! عہد نبوی میں زمانہ جاہلیت کے خالص پدرسری معاشرہ کے رجحانات تبدیل کرنے کا انقلاب آفریں کارنامہ انجام دیا، آپ کی تعدد ازدواجی پر مبنی گھریلو زندگی نے معاشرہ میں صنفی تعاون باہمی کو پروان چڑھایا، اسوہ نبوی نے نہ صرف خاندانی نظام کی قابل رشک خوبیوں کو اجاگر کیا بلکہ معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں دونوں اصناف، مرد و عورت کو ان کے فطری تقاضوں کی رعایت کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے روشناس کرایا۔ حصول علم دونوں کی ذمہ داری قرار پایا، معاشرہ اور وطن کی حفاظت میں دونوں کا بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کرنا، معاشرہ کی مہارتوں کو بلا تفریق حاصل کرنا، کسب معیشت میں بلا امتیاز حصہ لینا، ملکیت میں باقاعدہ حصہ تسلیم کیا جانا، رائے کے اظہار اور اس کی پذیرائی کو انسانی حق قرار دینا اور اس جیسے کتنے ہی امور ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ عہد نبوی نے بطور انسان صنفی عدل و مساوات کے تصور کو نہ صرف متعارف کرایا بلکہ انسانی معاشرہ کی اس پر تعمیر بھی کی۔

نتائج بحث

- مرد و عورت میں بحثیت انسان کوئی فرق نہیں
- اسلام عورت کو بھی مرد ہی کی طرح معاشرے کا کامل جزو مانتا ہے اور اس لحاظ سے عورت اپنے عمل و ارادہ میں آزاد ہے
- عہد نبوی کی خواتین جنگی خدمات کے علاوہ معاشی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی تھیں۔
- عہد حاضر کے اجتماعی امور میں عورت کی شرکت اور درست حیثیت کے تعین کے لیئے عہد نبوی میں کافی رہنمائی موجود ہے

- عہد نبوی میں خواتین دینی، سیاسی اور سماجی امور میں آزادانہ رائے دیتی تھیں اور رائے صائب ہونے کی صورت میں اس کے مطابق فیصلے بھی کیئے گئے۔
- سیاسی، سماجی و معاشی سرگرمیوں میں عورت کو چند حدود و قیود کے ساتھ شرکت کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات

[1] القرآن 195:3,

[2] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الطھارۃ، باب فی الرجل یجد البلۃ فی منامہ، ریاض دار السلام، 1998، حدیث نمبر 236

[3] ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر بن ایوب، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص 201

[4] ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، کتاب الطھارۃ، سنن الوضوء، ج1، ص 145

[5] النساء، 01:4

[6] ایضاً 124:

[7] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر 224

[8] انصر عمری، جلال الدین، عورت اسلامی معاشرے میں، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ص 118

[9] عبد القیوم ندوی، باکمال مسلمان عورتیں، ایم ثناء اللہ خان، لاہور، ص 12

[10] ابن سعد، محمد بن سعد، ابو عبد اللہ، الطبقات الکبری، نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ، کراچی، 1972ء، ج2، ص 126

[11] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، (تحقیق علی محمد البجاوی)، دار الجبل، بیروت، 1992ء، ج4، ص 239

[12] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الطلاق، باب متوفی عنہا تنتقل، حدیث نمبر 2300

[13] ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج8، ص 407

[14] عبد القیوم ندوی، باکمال مسلمان عورتیں، ص 165، 164

[15] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج4، ص 606

[16] ابن حجر، احمد بن علی، ابو الفضل العسقلانی الشافعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ، ج7، ص 286

[17] عبد القیوم ندوی، باکمال مسلمان عورتیں، ص 118، 117

[18] المقدسی، عبد الغنی بن عبد الواحد علی بن سرور، من مناقب النساء الصحابیات، (تحقیق ابراہیم صالح) دار البشائر 1994ء، ج1، ص 56

[19] ایضاً، ج1، 63

[20] النساء، 32:4

[21] ایضاً 04:

[22] ایضاً 07:

[23] ابو داؤ، د السنن، باب الرقی، ج4، ص 11، حدیث نمبر 3887

[24] جلال الدین انصر عمری، عورت اسلامی معاشرے میں، 132

[25] ایضاً

[26] ابن حجر، احمد بن علی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج3، ص178

[27] ایضاً

[28] طبری، محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک، دار الترث، بیروت، 1387ء، ج2، ص586

[29] مصطفی السباعی، ڈاکٹر، المرآۃ بین الفقہ والقانون، مطبعۃ جامعۃ دمشق، 1976ء، ص153

[30] ابن عابدین، حاشیہ علی الدر المختار، ج2، ص671

[31] عورت اسلامی معاشرے میں، ص141

[32] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، ج4، ص1709، حدیث نمر 2170

[33] النساء، 32:4

[34] عورت اسلامی معاشرے میں، ص78

[35] البخاری، الجامع الصحیح، باب قول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلٰوۃ، ج2 ص 13، حدیث نمبر 938

[36] ابو داؤد، السنن، باب فی المبتوتہ، ج2 ص289، حدیث نمبر 2297

[37] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ ج7، ص35، حدیث نمبر 5224

[38] ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج8، ص228

[39] ایضاً، ص230

[40] عورت اسلامی معاشرے میں، ص131، 132

[41] الجمعۃ، 10:62

[42] عورت اسلامی معاشرے میں، ص149

[43] ایضاً

[44] البقرۃ، 234:2

[45] البخاری، الجامع الصحیح، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ، ج3، ص193، حدیث نمبر 2731

[46] ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج8 ص206

[47] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب الاستعانۃ بالتجار وانصاع، ج1، ص177

[48] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج5، ص99، سورۃ النساء، آیت نمبر 20

[49] ابن کثیر، عماد الدین، حافظ، البدایۃ والنھایۃ، مکتبۃ المعارف، بیروت، لبنان، 1979ء، ج7، ص145